تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

فتاویٰ رضویہ

اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّہ فِی الْفَتَاوٰی الرَّضَوِیَّہ

تصنیف لطیف:۔ اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK

www.alahazratnetwork.org

اس قدر نوبت پیدا ہوکہ آخر جمتے جمتے ایک زمانہ چاہیے ۔ مجھے یہاں اصل نزاع کی بحث وتحقیق میں نہیں ان کے اقتدا کا حکم واضح کرنا ہے لہذا اُس کی طرف رجوع مناسب ۔

بالجملہ اصلا محل شبہ نہیں ان صاحبوں نے تقلید کو شرک وکفر اور مقلدین کو کافر ومشرک کہہ کر لاکھوں کروڑوں علماء اولیاء وصلحا واصفیا بلکہ امتِ مرحومہ محمدیہ علی مولٰیہا وعلیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے دس حصوں سے نو کو علی الاعلان کافر ومشرک ٹھہرایا ۔ وہی علامہ شامی قدس سرہ السامی کا ان کے اکابر کی نسبت ارشاد کہ اپنے طائفہ تالفہ کے سوا تمام عالم کو مشرک کہتے اور جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے بظواہر احادیث صحیحہ کی بنا پر وہ خود کافر ہے اور طرفہ یہ کہ اس فرقہ ظاہریہ کو ظاہر احادیث ہی پر عمل کا بڑا دعوٰی ہے امام مالک واحمد وبخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی والفظ لمسلم (الفاظ مسلم شریف کے ہیں ۔ ت) حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ایما امریٔ قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ان کان کما قال والا رجعت علیه[1]۔

یعنی جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو اُن دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقۃً کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا ۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اذا قال الرجل لاخیه یا کافر فقد باء به احدهما[2]۔

جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو "یا کافر" کہے تو اُن دونوں میں ایک کا رجوع اس طرف بیشک ہو ۔

امام احمد وبخاری ومسلم حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لیس من دعا رجلا بالکفر اوقال عدو الله ولیس کذلك الا حار علیه[3] ولا یرمی رجل رجلا بالفسق ولا یرمیه بالکفر الا

جو شخص کسی کو کافر یا دشمنِ خدا کہے اور وُہ ایسا نہ ہو یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ اسی پر الٹا پھرے گا اگر جس پر

---

[1] صحیح مسلم باب بیان حال ایمان الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۵۷

[2] صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۱

[3] صحیح مسلم باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۵۷

ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک[1]۔ ھذا مختصراً۔ طعن کیا تھا ایسا نہ ہوا۔ یہ اختصاراً ہے۔

امام ابن حبان اپنی صحیح مسمّٰی بالتقاسیم والانواع میں بسند صحیح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اکفر رجل رجلا قط الاباء بھا احدھما ان کان کافرا والاکفر بتکفیرہ[2]۔ یعنی کبھی ایسا نہ ہُوا کہ ایک شخص دوسرے کی تکفیر کرے اور وُہ دونوں اُس سے نجات پاجائیں بلکہ ان میں ایک پر ضرور گرے گی اگر وُہ کافر تھا تو یہ بچ گیا ورنہ اُسے کافر کہنے سے یہ خود کافر ہوا۔

علما فرماتے ہیں یُوں ہی کسی کو مشرک یا زندیق یا ملحد یا منافق کہنا۔ علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں زیرِ حدیث ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

من دعا رجلا بالکفر باللہ تعالٰی او الشرك به وكذلك بالزندقة والالحاد والنفاق الکفر[3] اھ ملخصًا کسی شخص کے بارے میں یہ کہنا کہ اس نے اللہ تعالٰی کے ساتھ کفر کیا یا شرک کیا اسی طرح زندیق، الحاد اور نفاق کفری کی نسبت کرکے پکارا (تو خود کافر ہوجائیگا) اھ تلخیصاً۔ (ت)

اور زیرِ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرمایا:

کذلك یا مشرك ونحوہ[4] (اسی طرح اسے مشرک وغیرہ کہا تو مشرک ہوجائے گا۔ ت)

اقول وباللہ التوفیق یہ معنی خود انھیں احادیث سے ثابت کہ ہر مشرک عدو اللہ ہے اور عدو اللہ کہنے کا حکم خود حدیث میں مصرح، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تصریح فرمائی کہ فاسق کہنا بھی پلٹتا ہے تو مشرک تو بہت بدتر بلکہ اخبث اقسام کفار سے ہے تو عموماً یا کافر میں بھی دخول اولٰی رکھتا ہے والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی، وجہ اس پلٹنے کی جس طرح ارباب قلوب نے افادہ فرمائی یہ ہے کہ مسلمان کا حال مثل آئینہ کے ہے ؎

ترک و ہند در من آں بیند کہ اوست

(ترک اور ہند مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو اس میں ہے)

---

[1] صحیح البخاری کتاب الادب باب ما ینھی عن السباب واللعن مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۹۳

[2] الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان من الکفر انسانا الخ حدیث ۲۴۸ " موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/ ۴۱۰

[3] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب " مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۱۱

[4] " " " " العاشر من الانواع الستین السب الخ " " " ۲/ ۲۲۶

المرؤ یقیس علی نفسہ (انسان دوسرے کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔ ت) جب اُس نے اسے کافر یا مشرک یا فاسق کہا اور وہ ان عیوب سے پاک تھا تو حقیقۃً یہ اوصاف ذمیمہ اسی کہنے والے میں تھے جن کا عکس اُس آئینۂ الٰہی میں نظر آیا اور یہ اپنی سفاہت سے اُس کریہ بدنما شکل کو آئینۂ تاباں کی صورت سمجھا حالانکہ دامنِ آئینہ اس لوث وغبار سے صاف ومنزہ ہے۔ یہ تو حدیث تھی جو بحکم یقولون من خیر قول البریۃ (وہ ساری مخلوق سے بہتر کا قول کہتے ہیں۔ ت) ان کا زبانی وظیفہ ہے اور دل کا وہی حال جو حدیث میں ارشاد فرمایا: لا یجاوز تراقیھم (ان کے حلق سے (اسلام) تجاوز نہیں کرے گا۔ ت)

اب فقہ کی طرف چلئے بہت اکابر ائمہ مثل امام ابوبکر اعمش وغیرہ عامہ علمائے بلخ وبعض ائمہ بخارا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم احادیثِ مذکورہ پر نظر فرماکر اس حکم کو یوں ہی مطلق رکھتے اور مسلمان کی تکفیر کو علی الاطلاق موجبِ کفر جانتے ہیں۔ سیدی اسمٰعیل نابلسی شرح درر وغرر مولٰی خسرو میں فرماتے ہیں:

لوقال للمسلم کافر کان الفقیہ ابوبکر الاعمش یقول کفر وقال غیرہ من مشایخ بلخ لایکفر واتفقت ھذہ المسئلۃ ببخارا فاجاب بعض ائمۃ بخارا انہ یکفر فرجع الجواب الی بلخ انہ یکفر فمن افتی بخلاف قول الفقیہ ابی بکر رجع الٰی قولہ[1] الخ ملخصا

اگر کسی نے مسلمان کو کافر کہا تو فقیہ ابوبکر اعمش اسے کافر قرار دیتے، اور مشائخِ بلخ میں سے دوسرے علماء کافر نہیں کہتے۔ اتفاقاً یہ مسئلہ بخارا میں پیش آیا اور بعض ائمہ بخارا نے ایسے شخص کو کافر قرار دیا تو یہ جواب واپس بلخ بھیجا (یعنی کافر کہا جائیگا)، تو جس جس فقیہ نے ابوبکر اعمش کے خلاف فتوٰی دیا تھا انھوں نے ان کے قول کی طرف رجوع کرلیا اھ ملخصا (ت)

رسالۂ علامہ بدر رشید پھر شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے:

فرجع الکل الی فتاوی ابی بکر البلخی وقالوا کفر الشاتم[2]

تمام علماء نے ابوبکر بلخی کے اس فتوی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس طرح گالی دینے والے کو کافر قرار دیا (ت)

احکام میں بعد عبارت مذکورہ کے ہے:

وینبغی ان لایکفر علی قول ابی اللیث وبعض ائمۃ بخارا[3]۔

ابو اللیث اور بعض ائمہ بخارا کے قول پر مناسب یہ ہے کہ کافر نہ کہا جائے۔ (ت)

---

[1] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۱۲

[2] شرح فقہ اکبر لملا علی قاری فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ " مصطفی البابی مصر ص ۱۸۱

[3] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب " مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۱۲

اور مذہب صحیح و معتمد و مرجح فقہائے کرام میں تفصیل ہے کہ اگر بطور سب و دشنام بے اعتقاد تکفیر کہا تو کافر نہ ہوگا جیسے بیباکوں بے قیدوں کو خرِ بے لجام و سگ بے زنجیر کہیں کہ معنی حقیقی مراد نہیں ورنہ کافر ہو جائے گا۔ فتاوٰی ذخیرہ و فصول عمادی و شرح درر و غرر و شرح نقایہ برجندی و شرح نقایہ قہستانی و نہر الفائق و شرح وہبانیہ علامہ عبدالبر و درمختار و حدیقہ ندیہ و جواہر اخلاطی و فتاوٰی عالمگیری و ردالمحتار وغیرہا کتب معتمدہ میں تصریح فرمائی کہ یہی مذہب مختار و مختار للفتوی و مفتی بہ ہے۔ علما فرماتے ہیں جب اس نے اپنے اعتقاد میں اسے کافر سمجھا اور وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے تو اس نے دین اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو ایسا کہے وہ کافر ہے۔

اقول و باللہ التوفیق توضیح اس دلیل کی علی حسب مرامهم (ان کے مقاصد کے مطابق۔ ت) یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں، نہ ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہو سکیں،

فان الکفر والاسلام علی طرفی النقیض بالنسبۃ الی الانسان لایجتمعان ابدا ولایرتفعان قال تعالٰی اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا[1] وقال تعالٰی مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ[2]۔

کیونکہ کفر اور اسلام ایک انسان کی نسبت نقیض کی دو طرفیں ہیں نہ تو یہ ہمیشہ جمع ہو سکتے ہیں اور نہ ہی مرتفع۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے، یا وہ شاکر ہوگا یا کافر۔ دوسرے مقام پر فرمایا: اور نہ ہی ایک آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔ (ت)

اب جو یہ شخص مثلاً زید مومن کو کافر کہتا ہے اس کے یہ معنے کہ اس کا دین کفر ہے اور زید واقع میں بیشک ایک دین سے متصف ہے جس کے ساتھ دوسرا دین ہو نہیں سکتا تو لاجرم یہ خاص اُسی دین کو کفر بتا رہا ہے جس سے زید اتصاف رکھتا ہے اور وہ دین نہیں مگر اسلام تو بالضرورۃ اس نے دینِ اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو دینِ اسلام کو کفر قرار دے قطعاً کافر۔ اب عباراتِ علماء سُنئے، ہندیہ میں ہے:

المختار للفتوی فی جنس ھذہ المسائل ان القائل بمثل ھذہ المقالات ان کان اراد الشتم ولایعتقدہ کافرا لایکفر وان کان یعتقدہ کافرا فخاطبہ بھذا بناءً علی

اس قسم کے مسائل میں فتوٰی کے لئے مختار یہ ہے کہ ان اقوال کا قائل اگر مراد گالی دینا ہے اور اسے اعتقاداً کافر نہیں گردانتا تو وہ کافر نہیں اور اگر اسے اعتقاداً کافر گردانتے ہوئے اسے کافر کہتا ہے تو پھر یہ کفر ہوگا کذا فی

---

[1] القرآن ۷۶/۳

[2] القرآن ۳۳/۴

اعتقادہ انہ کافر یکفر کذا فی الذخیرۃ[1] انتھی زاد الشامی عن النھر عن الذخیرۃ لانہ لما اعتقد المسلم کافرا فقد اعتقد دین الاسلام کفرا[2]۔

الذخیرۃ انتہی، شامی نے نہر کے حوالے سے ذخیرہ سے یہ اضافہ نقل کیا ہے کیونکہ وہ ایک مسلمان کو کافر مان رہا ہے گویا اس نے دینِ اسلام کو کفر گردانا ہے۔ (ت)

درمختار میں ہے:

عزر الشاتم بیاکافر وھل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا نعم والا بہ یفتی[3]۔

"یاکافر" کے ساتھ گالی دینے والے پر تعزیر نافذ کی جائے گی، کیا وہ شخص کافر ہوگا جو مسلمان کو کافر گردانتا ہے؟ ہاں وہ کافر ہوگا اور اگر کافر نہیں گردانتا تو کافر نہیں، اسی پر فتوٰی ہے۔ (ت)

علامہ ابراہیم اخلاطی نے فرمایا:

المختار للفتوی فی جنس ھذہ المسائل ان القائل اذا اراد بہ الشتم لایکفر واذا اعتقد کفر المخاطب یکفر لانہ لما اعتقد المسلم کافرا فقد اعتقد ان دین الاسلام کفر ومن اعتقد ھذا فھو کافر[4]۔

ان مسائل میں مختار اور مفتی بہ یہی ہے کہ اگر قائل نے اس سے گالی مراد لی تو کافر نہیں ہوگا اور جب مخاطب کو کافر جانے گا تو کافر ہوجائے گا کیونکہ جب اس نے ایک مسلمان کو کافر جانا تو گویا اس نے دینِ اسلام کو کفر جانا اور جو ایسی بات کا اعتقاد رکھے وہ کافر ہوتا ہے۔ (ت)

علامہ عبدالعلی نے شرح مختصر الوقایہ میں فرمایا:

قد اختلف فی کفر من ینسب مسلما الی الکفر ففی الفصول العمادیۃ اذا قال لغیرہ یاکافر کان الفقیہ ابوبکر الاعمش یقول یکفر القائل وقال غیرہ لایکفر۔

اس شخص کے کفر کے بارے میں اختلاف ہے جس نے کسی مسلمان کی کفر کی طرف نسبت کی، فصول عمادیہ میں ہے جب کسی غیر کو "یا کافر" کہا تو فقیہ ابوبکر اعمش ایسے شخص کو کافر جانتے لیکن دیگر علماء کافر نہیں جانتے،

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین مطلب موجبات الکفر الخ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۷۸

[2] ردالمحتار باب التعزیر " مصطفی البابی مصر ۳/۲۰۱

[3] درمختار " " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۲۷

[4] جواہر اخلاطی کتاب السیر فصل فی الجہاد (قلمی نسخہ) ص ۶۹

والمختار للفتوی فی جنس ھذہ المسائل[1] الخ ذکر مثل ما مر عن الذخیرۃ نقل الھندیۃ والنھر معاً سواءً بسواء۔

اور مختار مفتی بہ ایسے مسائل میں یہ ہے الخ گزشتہ عبارت کے مطابق ذخیرہ سے ہندیہ اور نہر دونوں کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ (ت)

علامہ شمس الدین محمد نے جامع الرموز میں فرمایا:

المختار انہ لو اعتقد ھذا الخطاب شتما لم یکفر ولو اعتقد المخاطب کافرا کفر لانہ اعتقد الاسلام کفرا کما فی العمادی وما فی المواقف انہ لم یکفر بالاجماع ارید بہ اجماع المتکلمین[2]۔

مختار یہ ہے کہ اگر اس خطاب سے گالی کا اعتقاد رکھتا ہے تو کفر نہیں اور اگر مخاطب کو کافر جانتا ہے تو کفر ہوگا کیونکہ اس صورت میں اس نے اسلام کو کفر جانا ہے، جیساکہ عمادی میں ہے۔ اور مواقف میں جو آیا ہے کہ وہ بالاجماع کافر نہیں، تو اس سے اجماعِ متکلمین مراد ہے۔ (ت)

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:

قذف مسلما بیا کافر واراد الشتم ولا یعتقدہ کفرا فانہ یعزر ولا یکفر ولو اعتقد المخاطب کافرا کفر لانہ اعتقد الاسلام کفرا[3]۔

اگر کسی نے کسی مسلمان کو "یاکافر" کہہ کر تہمت لگائی اور مراد گالی اور اسے کافر نہ جانا تو ایسی صورت میں اس پر تعزیر نافذ کی جائے گی مگر کافر نہ ہوگا، اور اگر مخاطب کو کافر جانا تو کافر ہوجائے گا کیونکہ اس نے اسلام کو کفر جانا۔ (ت)

علامہ عبدالغنی شرح طریقہ محمدیہ میں احکام سے ناقل:

المختار للفتوی (فذکر عین ما مر عن البرجندی وزاد) ومن اعتقد ان دین الاسلام کفر کفر[4]۔

مختار للفتوٰی یہ ہے (پھر بعینہٖ وہی ذکر کیا جو برجندی سے گزرا ہے اور یہ اضافہ کیا) اور جس کا یہ اعتقاد ہو کہ دین اسلام کفر ہے وہ کافر ہوگیا۔ (ت)

---

[1] شرح نقایہ برجندی کتاب الحدود مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۴/۶۸

[2] جامع الرموز فصل من قذف ؍؍ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/۵۳۵

[3] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی التعزیر ؍؍ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۱۰

[4] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۱۲

اس مذہب مفتیٰ بہ پر بھی اس طائفہ تالفہ کو سخت دقت کہ یہ قطعاً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے اور اپنی تصانیف میں لکھتے اور اس پر فتوے دیتے ہیں تو باتفاق ہر دو مذہب ان کا کافر ہونا لازم اور ان کے پیچھے نماز ایسی جیسے کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا ہندو کے پیچھے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم سبحٰن اللہ کہ کردکہ نیافت چاہ کن را چاہ در راہ ، مسلمانوں کو ناحق مشرک کہا تھا احادیث صحیحہ و مذاہب ائمہ کرام وفقہائے عظام پر خود انھیں کے ایمان کے لالے پڑ گئے ؎

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

ماذا اخاضك یامغرور فی الخطر حتی ھلکت فلیت النمل لم تطر

(تُو نے دیکھا کہ پروانہ کے خونِ ناحق نے شمع کو اس طرح اماں نہیں دی کہ وہ رات کو سحر کرے ، اے مغرور ! کس چیز نے تجھے خطرے میں ڈال دیا حتی کہ تُو ہلاک ہوا کاش چیونٹی نہ اُڑتی !)

مگر حاش للہ ہم پھر بھی دامنِ احتیاط ہاتھ سے نہ دیں گے اور یہ ہزار بے بوجا ہیں کہیں ہم زنہار ان کو کفار نہ کہیں گے ہاں ہاں یوں کہتے ہیں اور خدا و رسول کے حضور کہیں یہ لوگ آثم ہیں خاطی ہیں ظالم ہیں بدعتی ہیں ضال ہیں مضل ہیں غوی ہیں مبطل ہیں مگر ہیہات کافر نہیں مشرک نہیں اتنے بدراہ نہیں ، اپنی جانوں کے دشمن ہیں عدو اللہ نہیں ، ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

کفوا عن اھل لا الٰہ الا اللہ لا تکفروھم بذنب ، فمن اکفر اھل لا الٰہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب[1] اخرجہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

یعنی لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو جو لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔ اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم :

ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ ولا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل[2] الحدیث۔ اخرجہ

یعنی اصل ایمان سے ہے یہ بات کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے سے زبان روکی جائے اسے کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہیں اور کسی عمل پر دائرۂ اسلام سے خارج نہ بتائیں

---

[1] المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۲/ ۲۷۲

[2] سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الغزو مع ائمۃ الجور " آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۴۳

لا عن شبهة او تأويل والا فلا فانه مسلم بظاهره ولم نؤمر بشق القلوب و التطلع الى اماكن الغيوب ولم نعثر منه على انكار شئ من ضروريات الدين فكيف يهجم على نظير ما هجم عليه ذلك السفيه هذا هو التحقيق عند الفقهاء الكرام ايضا يذعن بذلك من احاط بكلامهم واطلع على مرامهم رحمة الله تعالٰى عليهم اجمعين الا ترى ان الخوارج خذلهم الله تعالٰى قد اكفروا امير المؤمنين ومولى المسلمين عليا رضى الله تعالٰى عنه ثم هم عندنا لا يكفرون كما نص عليه فى الدر المختار والبحر الرائق ورد المحتار وغيرها من معتبرات الاسفار واما ما مر من تقرير الدليل على التكفير فانت تعلم ان لازم المذهب ليس بمذهب واما الاحاديث فمؤلة عند المحققين كما ذكره الشراح الكرام **اقول** ومن ادل دليل عليه قوله صلى الله تعالٰى عليه وسلم فى الحديث المار فهو الى الكفر اقرب فلم يسمه كافرا و انما قربه الى الكفر لان الاجتراء على الله تعالٰى بمثل ذلك قد يكون بريد الكفر والعياذ بالله رب العٰلمين ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم۔

کافر قرار دیا جاسکتا ہے جب اس میں کوئی تاویل و شُبہ نہ ہو ورنہ اگر ایک وہاں شبہ ہوسکتا ہو تو کافر نہیں ہوگا کیونکہ جب وہ بظاہر مسلمان ہے تو ہم دل پھاڑ کر دیکھنے اور امورِ غیبیہ پر مطلع ہونے کے پابند نہیں اور نہ ہی ہم اس کے کسی ایسے عمل پر مطلع ہوئے ہیں جو ضروریاتِ دین کے انکار میں سے ہو اور ہم اس طرح اس پر حملہ آور کیسے ہوسکتے جس طرح وہ بیوقوف کسی دوسرے پر ہُوا ہے، فقہاء کرام کی یہی تحقیق ہے نیز ہر اس شخص کو بھی اس بات کا اذعان حاصل ہوگا جس نے فقہاء رحمہ اللہ علیہم اجمعین کے کلام کا احاطہ کیا اور ان کے مدعات سے آگاہ ہوا ہو، کیا آپ نہیں جانتے کہ خوارج (اللہ انھیں رسوا کرے) نے امیر المومنین مولائے مسلمین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کافر قرار دیا پھر وہ ہمارے نزدیک کافر نہیں، جیساکہ اس پر دُرِ مختار، بحر الرائق، ردالمحتار اور دیگر معتبر کتب میں تصریح ہے اور جو تکفیر پر تقریرِ دلیل گزری ہے آپ جانتے ہیں لازمِ مذہب مذہب نہیں ہوتا، رہا معاملہ احادیث کا تو وہ محققین کے ہاں مؤول ہیں اپنے ظاہر پر نہیں جیساکہ شارحین کرام نے ذکر کیا ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) سب سے قوی دلیل نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا گزشتہ ارشادِ گرامی ہے کہ وُہ کفر کے زیادہ قریب ہے آپ نے اسے کافر نہیں فرمایا قریبِ کفر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا عمل اللہ تعالٰی کے سامنے جرأت و دلیری ہے کیونکہ ان جیسے الفاظ سے بعض اوقات کفر مراد ہوتا ہے رب العٰلمین اپنی پناہ عطا فرمائے (ت)

غیر تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ یہ حضرات غیر مقلدین وسائر اخلاف طوائف نجدیہ مسلمانوں کو ناحق کافر و مشرک ٹھہرا کر ہزار ہا اکابر ائمہ کے طور پر کافر ہوگئے اس قدر مصیبت ان پر کیا کم ہے والعیاذ باللہ سبحٰنہ و تعالٰی ، علامہ ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں :

انه یصیر مرتدا علی قول جماعة وکفی بهذا خسارا وتفریطا[1]۔

ایک جماعت کے قول کے مطابق یہ مرتد ہوگیا اور یہ خسارے اور کمی میں کافی ہے (ت)

تو بحکم شرع ان پر توبہ فرض اور تجدید ایمان لازم ، اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔

فی الدر المختار عن شرح الوهبانیة للعلامة حسن الشرنبلالی مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح فاولادہ اولاد زنی ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح[2]۔

درمختار میں علامہ حسن شرنبلالی کی شرح الوہبانیہ کے حوالے سے ہے جس سے بالاتفاق کفر لازم آئے اسکی وجہ سے ہر عمل باطل ، اسی طرح نکاح باطل ، اور اس کی اولاد زنا کی اولاد ہوگی اور جس کے کافر ہونے میں اختلاف ہو اس پر استغفار ، توبہ اور تجدید نکاح کا حکم کیا جائے ۔ (ت)

اہلسنت کو چاہئے ان سے بہت پرہیز رکھیں ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں ، اپنے معاملات میں اُنھیں شریک نہ کریں ، ہم اوپر احادیث نقل کر آئے کہ اہل بدعت بلکہ فساق کی صحبت و مخالطت سے ممانعت آئی ہے اور بیشک بدمذہب آگ ہیں اور صحبت مؤثر اور طبیعتیں سراقہ اور قلوب منقلب ، حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انما مثل الجلیس الصالح وجلیس السوء کحامل المسك ونافخ الکیر فحامل المسك اما ان یحذیك واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ریحا طیبة ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابك واما ان تجد منه ریحا خبیثة[3]۔

نیک ہمنشین اور بد جلیس کی مثال یُوں ہے جیسے ایک کے پاس مُشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونکتا ہے مُشک والا یا تو تجھے مُشک ہبہ کریگا یا تو اُس سے خریدے گا ، اور کچھ نہ ہو تو خوشبو تو آئے گی اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اس سے بدبُو

---

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مطبوعہ مکتبہ حقیقۃ استنبول ترکی ص ۳۶۲

[2] درمختار باب المرتد مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹

[3] صحیح البخاری کتاب الذبائح باب المسک مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۰

صحیح مسلم کتاب البر باب استحباب الخ " نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۳۳۰